8مارچ1961

ازعدالت الاعظمیٰ

جگن ناتھ اگروال

بنام

ریاست اڑیسہ

(جے۔ایل۔کپور، ایم۔ہدایت اللہ اور جے۔سی۔شاہ، جسٹسز)

ریاستی ایکٹ۔ مدت۔ریاست دعوؤں کو ترجیح دینے اور جانچ پڑتال کی اجازت دیتی ہے۔ریاستی ایکٹ، اگر آخر میں۔انتظامیہ میور بھنج اسٹیٹ آرڈر1949، شق9۔

درخواست گزار کے پاس میور بھنج ریاست کے مہاراجہ کے خلاف پیسوں کے دو دعوے تھے۔ یکم جنوری1949ء سے ریاست صوبہ اڑیسہ میں ضم ہوگئی۔حکومت اڑیسہ کی طرف سے جاری میور بھنج اسٹیٹ آرڈر 1949 کی شق9 میں مہاراجہ کے خلاف مالی دعوے کرنے والے تمام افراد سے کہا گیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں مجاز افسر کو اس کی اطلاع دیں۔نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد درخواست گزار نے دعویدار افسر کے سامنے اپنے دو دعووں کو ترجیح دی۔ دعویدار افسر نے دعوؤں کو کافی حد تک قبول کرتے ہوئے ایک رپورٹ تیار کی۔ یہ رپورٹ ممبر (تیسری) بورڈ آف ریونیو کو پیش کی گئی۔اپیل کنندہ کو کوئی سماعت دیئے بغیر دعوؤں کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا گیا کہ انہیں محدودیت کے ذریعہ روک دیا گیا تھا۔ درخواست گزار نے نظر ثانی کی درخواست دی اور دستاویزات پیش کیں جن پر اس نے بھروسہ کیا لیکن درخواست گزار کو سماعت دیئے بغیر بورڈ آف ریونیو نے معاملے پر نظر ثانی کرنے سے انکار کر دیا۔درخواست گزار نے موقف اختیار کیا کہ بورڈ آف ریونیو کی جانب سے درخواست گزار کو مناسب سماعت دیے بغیر معاملے کا فیصلہ کرنے میں قدرتی انصاف کے اصولوں کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔مدعا علیہ نے دلیل دی کہ دعوؤں کو مسترد کرنا ریاست کا ایک

عمل ہے، کہ نئی خودمختار ریاست کو عدالتوں کے ذریعہ پرانے حکمران کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے، اگرچہ نئی خودمختار ریاست اس طرح کی تحقیقات کرسکتی ہے جیسا کہ اس نے فیصلہ کیا ہے۔ درخواست گزار نے جواب دیا کہ ریاست کا عمل اس وقت ختم ہو گیا جب دعووں کو دعویدار افسر نے مدعو کیا اور قبول کیا۔

انہوں نے کہا کہ دعووں کو مسترد کرنا ریاست کا عمل ہے اور اسے چیلنج نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک کہ نئے حاکم نے واضح طور پر یا ظاہری طور پر ان دعوؤں کو تسلیم نہیں کیا، میونسپل عدالتوں کو اس معاملے میں کوئی دائرہ اختیار حاصل نہیں تھا۔ ریاست کا عمل اس وقت ختم نہیں ہوا جب حکومت نے دعووں کو ترجیح دینے کی اجازت دی یا دعویدار افسر نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ یہ تفتیش ریاست کے فائدے کے لئے تھی نہ کہ دعویداروں کو حقوق دینے کے لئے۔ جب تک حکومت یا کسی ایسے افسر کی طرف سے دعووں کو قبول نہیں کیا جاتا تھا جسے حکومت کو پابند کرنے کے لئے کہا جاسکتا تھا، تب تک ریاست کا قانون کھلا تھا۔

دالمیا دادری سیمنٹ کو لمیٹڈ بنام کمشنر انکم ٹیکس (1959) ایس سی آر 729، ریاست سوراشٹرا بنام میمن حاجی اسماعیل حاجی، (1960) 1 ایس سی آر 537 اور وجے سنگھ جی جور اور سنگھ بنام سیکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا (1924) ایل آر 51 آئی اے 357 پر انحصار کرتے تھے۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1957 کی دیوانی اپیل نمبرات 666 اور 667۔

درخواست گزار کی طرف سے این سی چٹرجی اور جی سی ماتھر۔

جواب دہندگان کی جانب سے اے وی وشوناتھ شاستری، کے این راجا گوپالا شاستری اور ٹی ایم سین شامل ہیں۔

8 مارچ 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس ہدایت اللہ: یہ دونوں اپیلیں قانون کا ایک مشترکہ سوال اٹھاتی ہیں اور ان سے مل کر نمٹنا آسان ہے۔ جگن ناتھ اگروال نے اڑیسہ ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف (سرٹیفکیٹ کے ساتھ) عرضی دائر کی ہے، جس میں میوربھنج کی سابق ریاست اور میوربھنج کے سابق حکمران کے خلاف اپنے دعوے کو نافذ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ وہ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت دو عرضیوں سے پیدا ہوتے ہیں، جن میں مینڈمس وغیرہ کی رٹ وغیرہ شامل ہیں، جنہیں اڑیسہ ہائی کورٹ نے اپیل کے تحت اپنے حکم سے خارج کر دیا تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سال 1943 میں میوربھنج کے مہاراجہ نے جگن ناتھ اگروال کے ساتھ پنجاب میں صنعتی شراب اور ضروری تیل کی تیاری اور گیہوں اور جو کی خریداری کے لئے ایک کاروبار قائم کرنے کے لئے ایک معاہدہ یا معاہدہ کیا تھا 1957 کی دیوانی اپیل نمبر 666 صنعتی کاروبار کے قیام سے متعلق ہے اور 1957 کی دیوانی اپیل نمبر 667 گندم اور جو کی خریداری سے متعلق ہے۔ کاروبار کے قیام کے حوالے سے درخواست گزار نے زور دیا کہ اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ مطلوبہ سرمائے کو فریقین مساوی حصص میں تقسیم کریں گے، اور یہ کہ نفع اور نقصان بھی مساوی طور پر تقسیم کیا جائے گا۔ جہاں تک خریداری کا تعلق ہے، اپیل کنندہ کو اتنی رقم پیشگی کرنی تھی جس کی ضرورت ہو، اور میوربھنج کی ریاست کو نقل و حمل کے لئے ضروری اجازت نامے اور سہولیات فراہم کرنا تھیں۔

اس معاہدے کو آگے بڑھاتے ہوئے، درخواست گزار نے درخواست کی کہ اس نے ایک فیکٹری قائم کی اور کاروبار شروع کیا، لیکن مہاراجہ نے، سرمائے کا اپنا حصہ دینے کے بجائے، درخواست گزار کو اس کی طرف سے ایسا کرنے کے لئے کہا، اور اسے رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ فیکٹری تعمیر کی گئی تھی، اور ایسا لگتا ہے کہ یہ پیداوار میں چلا گیا، لیکن بعد میں بند ہو گیا، جس سے مجموعی طور پر 3-9-2,80,875 روپے کا نقصان ہوا۔ لہذا پہلے معاملے میں مہاراجہ اور ریاست کے خلاف اپیل گزار کا دعویٰ 1,40,400 روپے تھا۔ دوسرے کیس میں درخواست گزار نے 50,000 روپے کی رقم جمع کرائی اور مزید 9-7-3,741 روپے خرچ کیے۔ ریاست میوربھنج نقل و حمل کے لئے ضروری اجازت نامے اور سہولیات حاصل کرنے کے اپنے وعدے میں ناکام رہی، اور اس لئے اپیل کنندہ کو پنجاب میں اناج فروخت کرنے کی ضرورت تھی، اور اس طرح اسے 3-0-14,844 روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔ درخواست گزار کا الزام ہے کہ مہاراجہ نے رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

یکم جنوری1949ء سے میور بھنج ریاست اڑیسہ میں ضم ہوگئی اور اسی دن حکومت اڑیسہ نے ماورائے صوبائی دائرہ اختیار ایکٹ،1947 (47 آف 1947) کی دفعہ4 کے تحت میور بھنج اسٹیٹ آرڈر 1949 کا نفاذ کیا۔ اس حکم نامے نے ریاست میور بھنج کے خلاف دعووں کو اس پر غور کرنے کے لئے حکومت کو ترجیح دینے کی اجازت دی۔ آرڈر کی شق 9، جہاں تک یہ مادی ہے، درج ذیل ہے:

"شق 9۔ ریاست کے حکمراں کے خلاف دعوے، (الف) ایڈمنسٹریٹر جتنی جلدی ممکن ہو انگریزی اور مقامی زبان میں گزٹ میں ایک نوٹیفکیشن شائع کرے گا جس میں ریاست یا ریاست کے حکمران کے خلاف مالی دعوے رکھنے والے تمام افراد، چاہے وہ فوری طور پر قابل عمل ہوں یا نہ ہوں، ریاست کے بڑے کی حیثیت سے ریاست کے ایڈمنسٹریٹر (اسکے بعد مذکورہ افسر کو بلایا گیا) نوٹیفکیشن کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر کو تحریری طور پر مطلع کریں۔

....

(ب) نوٹس ایسے مقامات پر اور اس طرح کے دوسرے طریقے سے بھی شائع کیا جائے گا جس کی ایڈمنسٹریٹر خصوصی یا عام حکم سے ہدایت کرے۔

(ب) اس طرح کا ہر دعویدار ذیلی پیراگراف (الف) میں بیان کردہ مدت کے اندر مذکورہ افسر کو تحریری طور پر اپنے دعوے کی مکمل تفصیلات کے ساتھ مطلع کرے گا اور اس مدت کی میعاد ختم ہونے کے بعد پیش کردہ کسی بھی دعوے کو سرسری طور پر مسترد کر دیا جائے گا۔

(د) ہر دستاویز جس میں دعویدار کے قبضے میں یا اس کے کنٹرول میں موجود اکاؤنٹس کی کتابوں کے اندراج شامل ہیں جس پر وہ اپنا دعویٰ کرتا ہے، دعوے کے بیان کے ساتھ مذکورہ افسر کے سامنے پیش کیا جائے گا:

....

(ف) پچھلے ذیلی پیراگراف میں کچھ بھی حکومت یا کسی مقامی اتھارٹی کے کسی مالی دعوے پر لاگو نہیں ہوگا۔

(ج) مذکورہ افسر اس طرح کی تحقیقات کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرے گا کہ ذیلی پیراگراف (سی) کے تحت درج کون سے دعووں کو مکمل یا جزوی طور پر اجازت دی جائے گی اور جن کی اجازت نہیں دی جائے گی، اور ایڈمنسٹریٹر کی جانب سے اپنے فیصلے کی تصدیق ہونے پر مذکورہ افسر دعویداروں کو اس کا تحریری نوٹس دے گا۔ ایڈمنسٹریٹر کا فیصلہ حتمی ہوگا اور کسی بھی عدالت میں اس پر سوال نہیں اٹھایا جائے گا۔

(ج) کسی بھی عدالت کو ریاست کے حکمران کی حیثیت سے ریاست کے خلاف یا ریاست کے حکمران کے خلاف کسی بھی مالی دعوے کی تحقیقات کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوگا اور اس طرح کے دعوے کا تعین صرف اس پیراگراف کی دفعات کے مطابق کیا جائے گا۔

(1) ایڈمنسٹریٹر اس پیراگراف کے تحت اپنے اختیارات کسی ایسے افسر کو تفویض کر سکتا ہے جو ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے عہدے سے کم نہ ہو۔

(ج) اس پیراگراف کی دفعات یکم جنوری 1949 کو یا اس کے بعد پیدا ہونے والی کارروائی کی وجہ کی بنیاد پر ریاست کے خلاف کسی بھی دعوے پر لاگو نہیں ہوں گی اور اس طرح کے دعوے کو پیراگراف 5 کے تحت لاگو یا جاری قوانین کے مطابق نمٹا دیا جائے گا۔

درخواست گزار نے دعویدار افسر کے تعاون کے لئے اپنے دو دعووں کو ترجیح دی، جو ایڈمنسٹریٹر کی طرف سے اس طرح کے دعووں سے نمٹ رہا تھا۔ دعویدار افسر نے پہلے دعوے کے سلسلے میں 20 جون 1951 کو ایڈمنسٹریٹر کو ایک رپورٹ پیش کی اور خوبیوں کا جائزہ لینے کے بعد اپنے نتائج درج ذیل دیئے:

انہوں نے کہا، دعویدار نے اپنے دعوے کی حمایت میں میرے سامنے جو ثبوت پیش کیے ہیں، ان پر غور کرتے ہوئے مجھے پتہ چلتا ہے کہ وہ 1/2 7-13-1,37,785 روپے کی رقم کے حقدار ہیں۔ دعویدار کی طرف سے درخواست کی گئی ہے کہ اس کے بقایا جات کی ادائیگی کی تاریخ تک اسے سالانہ 4 فیصد کی شرح سے سود کی اجازت دی جانی چاہئے۔ انہیں 1-4-43 سے 28-2-49 تک سود کی اجازت دی گئی ہے اور، میرے خیال میں، انہیں اپنے بقایا جات کی ادائیگی کی تاریخ تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سے سود ملنا چاہئے۔ جہاں تک دعویدار کے اس دعوے کا مقدمہ دائر کرنے کے بعد دعویدار کی طرف سے کی گئی مزید پیشرفت کے آدھے حصے کے مطالبے کا تعلق ہے تو اس معاملے میں اس پر غور نہیں کیا جا سکتا ہے۔

میوربھنج اسٹیٹ آرڈر، 1949 کی شق 9 (جی) کے تحت میوربھنج کے ضلع مجسٹریٹ کے ذریعے اڑیسہ، کٹک کے ریونیو کمشنر کو پیش کیا گیا۔

دوسرے معاملے میں انہوں نے 5 نومبر 1951 کو ایک رپورٹ پیش کی کہ اپیل کنندہ نے 14,844-0-3 روپے کے اپنے دعوے کی تصدیق کی ہے، اور اسے 5,303-14-0 روپے کا سود بھی ادا کرنا ہوگا۔ یہ رپورٹ میور بھنج کے ضلع مجسٹریٹ کے توسط سے اڑیسہ، کٹک کے بورڈ آف ریونیو کے ممبر (تیسرے) کو سونپی گئی۔

28 جون 1952 کو اپیل کنندہ کو ڈپٹی سکریٹری، بورڈ آف ریونیو، اڑیسہ، کٹک کی طرف سے ایک یادداشت موصول ہوئی، جس میں درج ذیل تھا:

"محترم جناب اگروالا،

1-10-51 اور 50-9-7 کی آپ کی درخواستوں کے حوالے سے، مجھے یہ کہنے کی ہدایت دی گئی ہے کہ ان دعووں کو مسترد کر دیا گیا ہے کیونکہ حکومت کو مشورہ دیا گیا ہے کہ ان پر پابندی ہے۔

خلوص دل سے آپ کا،
ایس ڈی گووند ترپاٹھی"۔

ایسا لگتا ہے کہ اپیل کنندہ نے نظر ثانی کی درخواست دی تھی، اور اسے 8 نومبر 1952 کو کہا گیا تھا کہ وہ بورڈ کے سامنے کوئی دستاویز یا دستاویزات پیش کرے جس سے یہ ظاہر ہو کہ یہ جاری کاروبار ہیں اور اس قانون کی نشاندہی بھی کریں کہ کاروبار جاری رکھنے کے کسی بھی دعوے کو محدود حد تک روکا نہیں جا سکتا ہے۔ جن دستاویزات پر درخواست گزار نے ممکنہ طور پر بورڈ آف ریونیو کے سامنے بھروسہ کیا تھا وہ اس عدالت کے ریکارڈ میں چھپے نہیں ہیں، لیکن 2 اپریل 1953 کو اپیل کنندہ کے وکیلوں کو مطلع کیا گیا کہ بورڈ آف ریونیو نے اس معاملے پر نظر ثانی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ ایسا بھی لگتا ہے کہ پہلے معاملے میں، انضمام سے پہلے ہی وزیر ریونیو میور بھنج ریاست نے 26 اکتوبر 1948 کے اپنے حکم کے ذریعے اپیل کنندہ کے ذریعے پیش کیے گئے دعوے کو درج ذیل طور پر مسترد کر دیا تھا:

انہوں نے کہا، ریاست کو مسٹر جے اگروالا کے دعووں کو تسلیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ واقعی کوئی جوائنٹ اسٹاک کمپنی تشکیل نہیں دی گئی تھی اور نہ ہی کوئی تحریری معاہدہ ہوا تھا اور آخر کار طے پایا تھا۔

ایس ڈی بی مہاپاترا
(وزیر ریونیو، میوربھنج)"۔

ان حالات میں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت دو عرضیاں دائر کی گئیں۔ ہائی کورٹ نے انہیں خارج کر دیا۔ ہائی کورٹ کے حکم سے ایسا لگتا ہے کہ اس کے سامنے صرف دو نکات پر زور دیا گیا تھا۔ پہلا یہ تھا کہ دعویدار افسر کا فیصلہ مجموعی طور پر بورڈ آف ریونیو کے پاس جانا چاہیے تھا نہ کہ کسی ایک رکن کے پاس۔ اور دوسرا یہ تھا کہ درخواست گزار کو دعویدار افسر کی سفارشات کو مسترد کرنے سے پہلے بورڈ کی طرف سے نوٹس دیا جانا چاہئے تھا، اور، جیسا کہ اب اس عدالت کے سامنے دلیل دی گئی ہے، سماعت کی اجازت دی گئی ہے۔

پہلا نکتہ ہمارے سامنے زیر بحث نہیں آیا، اور ایسا لگتا ہے کہ اپیل کنندہ نے ہائی کورٹ کے اس فیصلے کو قبول کر لیا ہے کہ تیسرا رکن ان معاملوں کو سننے اور نمٹانے کا مجاز تھا۔ صرف دوسرے نکتے پر بحث کی گئی ہے اور اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ درخواست گزار کی طرف سے جناب این سی چٹرجی نے اس معاملے کو قدرتی انصاف کے اصولوں کی پیٹنٹ خلاف ورزی کے طور پر پیش کیا تھا۔ انہوں نے دلیل دی کہ ان کے موکل اپنے حق میں رپورٹ مسترد ہونے سے پہلے مناسب سماعت کے حقدار تھے، اور انہوں نے مندرجہ ذیل معاملوں پر بھروسہ کیا: شیوجی ناتھو بائی بنام یونین آف انڈیا ((1960) 2 ایس سی آر 775)، نیو پرکاش ٹرانسپورٹ کو لمیٹڈ، بنام نیو سورنا ٹرانسپورٹ کو لمیٹڈ ((1957) ایس سی آر 98)، ناگیندر ناتھ بورا بنام کمشنر آف ہلز ڈویژن اینڈ اپیلس، آسام ((1958) ایس سی ای 1240) اور گلپلی ناگیشور راؤ بنام آندھرا پردیش اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ((1959) ضمنی 1 ایس سی آر 319)۔ اس کے جواب میں جناب اے وی وشوناتھ شاستری نے دلیل دی کہ اس دعوے کو مسترد کرنا ریاست کا عمل ہے اور نئی خود مختار ریاست کو میونسپل عدالتوں کے عمل کے ذریعے پرانے حکمران کی ذمہ داری قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، اور اگرچہ نئی خود مختار ریاست اپنی مرضی کے مطابق اس طرح کی تحقیقات کر سکتی ہے، دعویدار کو سماعت دینے پر مجبور نہیں کیا گیا۔ مسٹر چٹرجی نے اپنے جواب میں دلیل دی کہ ریاست کا قانون ختم ہو گیا ہے، جب نئی

خودمختار ریاست نے اس مقصد کے لئے منظور کردہ ایک قانون کے تحت دعوے طلب کیے، اور دعوے کی حمایت میں پیش کردہ ثبوتوں پر غور کیا۔انہوں نے یہ بھی دلیل دی کہ دعویدار افسر کے دعوے کو تسلیم کرنے کے بعد ریاست کا عمل ختم ہو گیا ہے، اور رپورٹ پر مزید غور کرنے کے لئے اس عدالت کے ذریعہ بیان کردہ معاملوں میں طے کردہ قدرتی انصاف کے اصولوں کی تعمیل کرنا ہوگی۔

ریاست کا عمل کیا ہے اور جب اس کا اطلاق ایک نئے خودمختار اور فتح شدہ، حاصل یا نئے خودمختار کے حوالے کی جانے والی ریاست کی رعایا کے درمیان ختم ہو جاتا ہے، تو یہ اس عدالت کے کئی فیصلوں کا موضوع رہا ہے۔میسرز ڈالمیا دادری سیمنٹ کو لمیٹڈ بنام کمشنر آف انکم ٹیکس ((1959) ایس سی آر 729) اور ریاست سوراشٹر بنام میمن حاجی اسماعیل حاجی (1960)1 ایس سی آر 537) نے کہا ہے کہ جب تک نئی خودمختار حکومت واضح طور پر یا ظاہری طور پر دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتی، میونسپل عدالتوں کو اس معاملے میں کوئی دائرہ اختیار حاصل نہیں ہے۔غور کرنے والا سوال یہ ہے کہ جو انکوائری شروع کی گئی تھی اس میں کیا ایسا مرحلہ طے پایا تھا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عرضی کہ یہ ریاست کے ایک ایکٹ کا حصہ ہے، خاص طور پر ہائی کورٹ کے سامنے نہیں اٹھایا گیا تھا۔لیکن، جیسا کہ جوڈیشل کمیٹی نے وجے سنگھ جی جور اور سنگھ بنام سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا(1924) ایل آر 511اے 357) کے معاملے میں نشاندہی کی ہے۔ واقعی کسی درخواست کی ضرورت نہیں ہے۔ماورائے صوبائی دائرہ اختیار ایکٹ کے تحت جاری کیے گئے حکم نامے سے یہ واضح ہے کہ دعووں کو صرف تفتیش کے لیے قبول کرنے کے لیے نہیں کہا جا رہا ہے۔ یہ ہے۔ اس دعوے کو قبول کرنا جو پابند ہوتا، نئی خودمختار ریاست اور ریاست کا عمل اس کے بعد ختم ہو جاتا۔لیکن کسی دعوے کو مسترد کرنے کے خودمختار حق کے استعمال کے لئے وقت ابھی بھی کھلا تھا، چاہے وہ ظاہر ہو یا ظاہری طور پر۔ وجے سنگھ جیز کیس ((1924) ایل آر 511اے 357)) میں کیپٹن بکل اور پھر 1868 میں تفتیش کی گئی، اور دونوں انکوائریاں دعووں کو مسترد کرنے سے پہلے 16 سال تک جاری رہیں، اور مسترد ہونے کو اب بھی ریاست کے ایکٹ کے طور پر برقرار رکھا گیا تھا۔ وجے سنگھ جے وی کیس ((1924) ایل آر 511اے 357)) کو اس عدالت نے مسٹر اے وی وشوناتھ شاستری کی دلیل میں جن دو معاملوں کا حوالہ دیا ہے، ان پر بھروسہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا ایسا لگتا ہے کہ ریاست کا یہ عمل اس وقت ختم نہیں ہو سکتا جب حکومت نے دعووں کو ترجیح دینے کی اجازت دی ہو، یا جب ان کے اپنے افسر نے اپنی رپورٹ تیار کی ہو۔ دعویدار افسر میونسپل عدالتوں کا حصہ نہیں تھا، اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حکومت نے خود کو میونسپل عدالتوں کے دائرہ اختیار میں پیش

کیا تھا، جب اس نے اسے جانچ سونپی تھی۔ اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ دعووں کی تحقیقات نے دعویداروں کو ریاست کے خلاف اپنے دعووں کو نافذ کرنے کا شہری حق دیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ انکوائری ریاست کے فائدے کے لیے تھی نہ کہ ممکنہ دعویداروں کو حقوق دینے کے لیے۔ حکومت کے لیے کسی بھی دعوے کو تسلیم کرنے کے لیے ہمیشہ کھلا رہتا تھا، بھلے ہی دعویدار افسر کی جانب سے اس کی اطلاع دی گئی ہو، حالانکہ اس طرح کی ہنگامی صورتحال بہت دور کی ہوسکتی تھی۔ اسی طرح حکومت کو بھی کسی ایسے دعوے کو مسترد کرنے کا سب سے بڑا حق حاصل ہے، جسے اس کے دعویدار افسر اچھا سمجھتے تھے لیکن جس پر حکومت کی رائے مختلف تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب تک حکومت یا حکومت کے کسی افسر کی طرف سے قبولیت نہیں ہو جاتی تھی، جسے حکومت کو پابند کرنے کے لیے کہا جا سکتا تھا، ریاست کا قانون اب بھی کھلا تھا، اور ہماری رائے میں، اس معاملے میں اس کا استعمال اسی طرح کیا گیا تھا۔

مسٹر چٹرجی نے دلیل دی کہ کم از کم حکم کے چار کونوں کے اندر، اپیل کنندہ کو سننے کا حق ہے، اور اس کے پاس مناسب سماعت نہیں ہے۔ اگر بورڈ آف ریونیو کے ممبر نے اس دعوے کے وقت کے اندر ہونے کے بارے میں کچھ شک کا اظہار کیا ہوتا، تو وہ پارٹی کی بات سن سکتے تھے۔ یہ بنیادی طور پر یہ معلوم کرنے کے لئے ایک انکوائری تھی کہ آیا کسی دعوے کو تسلیم کیا جانا چاہئے یا نہیں۔ یہ کسی بھی طرح سے اپیل کنندہ اور حکومت کے درمیان کسی بھی معاملے کا ٹرائل نہیں تھا۔ اس طرح کی کارروائی کو اسی سختی کے ساتھ جانچنا جس سختی کے ساتھ عدالتی انکوائری یا ٹرائل کا فیصلہ کیا جاتا ہے، انکوائری کو دیوانی مقدمے میں تبدیل کرنا ہے۔ درخواست گزار کو دعویدار افسر نے مکمل طور پر سنا، اور واحد سوال یہ تھا کہ کیا دعویٰ وقت کے اندر تھا۔ یہاں بھی بورڈ آف ریونیو کے ممبر نے اپیل گزار سے کہا کہ وہ اپنی دلیل کی حمایت میں تمام دستاویزات اور دلائل پیش کرے کہ دعویٰ حد کے اندر ہے، اور اس حد تک، اپیل گزار کا اپنا موقف تھا۔ کیا ممبر، بورڈ آف ریونیو کو اس سے آگے بڑھ کر سماعت کرنی چاہیے تھی، یہ مکمل طور پر اس افسر کا انتخاب کرنے کا معاملہ تھا، اور قانون کے تحت ایسا کچھ بھی نہیں تھا جو اسے مجبور کر سکے۔ اگرچہ ہمیں لگتا ہے کہ اس طرح کا موقع اپیل کنندہ کو دیا جا سکتا ہے، لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ ایک ایسا معاملہ تھا جو اسے رٹ کا حق دار تھا۔

معاملے کے اس نقطہ نظر میں، اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں، اور خارج کر دی جاتی ہیں۔ لیکن، معاملے کے حالات میں، اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.05.09 16:03
I am the author of this
document